۱۳۲۳۸

## دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان دین اس اہم ترین مسئلے کے بارے میں کہ ..................

۱ ☆ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیاتی یعنی زندہ ہونے، اور واپس دنیا میں آسمان سے نزول پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے، اور اگر کوئی اسکا انکار کرے تو کیا وہ دین اسلام سے خارج ہے؟

۲ ☆ کیا قرآن کریم میں نزول عیسیٰ علیہ السلام پر کوئی واضح ذکر ہے؟

۳ ☆ سورہ مائدہ کے آخری رکوع جس میں اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان بروز محشر ہونیوالی گفتگو کا ذکر ہے اسمیں "رفع" کا انتہائی واضح طور پر ذکر ہے لیکن اسمیں "نزول" کا اشارتا بھی ذکر نہیں ہے، حالانکہ گفتگو بروز محشر ہو رہی ہے اسکی کیا وجہ ہے، کیا اس سے یہ احتمال پیدا نہیں ہوتا کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی حقیقت نہیں (معاذ اللہ)؟

۴ ☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ فرمانا "اہل کتاب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے" بحوالہ مستدرک حاکم، رقم 8519، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم 9761۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم 137637 کیا اس قول سے ثابت نہیں ہوتا عبداللہ بن مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو نبی ﷺ کی نسبت سے اس بات کا کوئی علم نہ تھا یعنی انہوں نے یہ کیوں نہ فرمایا کہ "ہمارے پاک پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے الخ؟"

مذکورہ احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

قال عبد الله : ويزعم أهل الكتاب أن المسيح ينزل فيقتله ولم أسمعه يحدث عن أهل الكتاب حديثا غير هذا (المعجم الكبير)

قَالَ عَبْدُ اللهِ : وَيَزْعُمُ أَهْلُ الْكِتَابِ ، أَنَّ الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ يَنْزِلُ فَيَقْتُلُهُ ، قَالَ أَبُو الزَّعْرَاءِ : مَا سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ يَذْكُرُ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ حَدِيثًا غَيْرَ هَذَا .( مصنف ابن أبي شيبة)

سائل: علی حیدر قریشی
قریشی منزل قمبرانی روڈ لاڑکانہ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۸۳/۲۰۶۰

(جواب منسلک ہے)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## الجواب حامداً و مصلیاً

(١)۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور قیامت کے قریب ان کے آسمان سے نزول کا عقیدہ قطعی اور اجماعی ہے، اس کے منکر کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اس عقیدہ سے متعلق وارد قطعی اور متواتر دلائل کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور اگر وہ ان نصوص کا انکار تو نہیں کرتا، لیکن کسی تاویل یا شبہ کی بناء پر انکے قطعی الدلالۃ اور متواتر ہونے کا انکار کرتا ہے تو وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔(از تبویب ۲۴/۲، ۱۴۹۰/۴۰، امداد الفتاویٰ ۵/۴۴۰).

روح المعاني – (٢٢ / ٣٤)

ولا يقدح في ذلك ما أجمعت الأمة عليه وأشتهرت فيه الأخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوي ونطق به الكتاب على قول ووجب الإيمان به وأكفر منكره كالفلاسفة من نزول عيسى عليه السلام آخر الزمان لأنه كان نبيا قبل تحلي نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم بالنبوة

تفسير البحر المحيط – (١ / ٢٣٥٣)

قال ابن عطية: و أجمعت الأمة على ما تضمنه الحديث المتواتر من: «أن عيسى في السماء حي، و أنه ينزل في آخر الزمان، فيقتل الخنزير، و يكسر الصليب، و يقتل الدجال، و يفيض العدل، و تظهر به الملة، ملة محمد صلّى الله عليه و سلّم، و يحج البيت، و يعتمر، و يبقى في الأرض أربعا و عشرين سنة» و قيل: أربعين سنة. انتهى.

اكفار الملحدين(١١)

الثانی:انه قد تواتر وانعقد الاجماع علٰی نزولِ عیسی ابن مریم علیه السلام فتأویل هٰذه وتحریفه کفر ایضاً، وقد قال فی ''روح المعانی''۔وهو من محققی المتأخرین۔انّ من لم یقل بنزوله فقد اکفره العلماء وهو علی القاعدة فی انکار ماتواتر به الشرع.

(٢)۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا جس طرح احادیثِ متواترہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، اسی طرح قرآن کریم کی بعض آیات سے دلالۃً بھی ثابت ہے، جن میں سے دو آیات یہ ہیں:

آیت نمبر ایک:

{وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا} [النساء : ١٥٩]

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

ترجمہ: اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر یقین لائیں گے ان کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہونگے۔

اس آیت میں "بِهِ" اور "مَوْتِهِ" کی ضمیریں حضرات صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں، اور اسی کو راجح قرار دیا گیا ہے (كما في تفسير ابن كثير ۲ / ۴۵۴: ثم قال ابن جرير: وأولى هذه الأقوال بالصحة القولُ الأولُ، وهو أنه لا يبقى أحد من أهل الكتاب بعد نزول عيسى، عليه السلام، إلا آمن به قبل موته، أي قبل موت عيسى، عليه السلام) اور ترجمہ سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی وفات سے پہلے پہلے اہل کتاب کے تمام فرقے ان پر ایمان لے آئیں گے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں، اور یہی وہ آیت ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے قربِ قیامت نزول پر بطور دلیل کے پیش کیا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث یہ ہے:

حدثنا إسحاق أخبرنا يعقوب بن إبراهيم حدثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب أن سعيد بن المسيب سمع أبا هريرة - رضي الله عنه - قال قال رسول الله: والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية (الحرب) ويفيض المال حتى لا يقبله أحد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا (خير) من الدنيا وما فيها ثم يقول أبو هريرة واقرءوا إن شئتم [وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا] صحيح البخاري (۱ / ۳۵۵)

**آیت نمبر ۲:**

{وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ (۶۱)}
[الزخرف : ۶۱]

ترجمہ: اور وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نشان ہیں قیامت کا سو اس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے۔

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے یہاں پر لکھا ہے کہ "انہ" کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک علامت ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں حضرت مسیح (علیہ السلام) کے نزول کی خبر دی گئی ہے، کہ وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور ان کا آنا قیامت کی علامات میں سے ہوگا۔

اس آیت میں ایک دوسری قراءت عَلَم بھی منقول ہے اس سے یہ معنی زیادہ واضح ہو جاتے ہیں کیونکہ عَلَم بفتح اللام کے معنی علامت کے ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباس کی تفسیر بھی اسی کی مؤید ہے: عن ابن عباس رضی الله عنه فی قوله تعالیٰ وانه لعلم للساعة قال خروج عیسیٰ (علیه السلام) قبل یوم القیمة... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے "وانه لعلم للساعة" کے بارے میں منقول ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) مراد ہیں جو قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے۔ (از معارف القرآن)

تفسير الألوسي – (١٨ / ٣٨٧)

{ وَأَنَّهُ } أي عيسى عليه السلام { لَعِلْمٌ لّلسَّاعَةِ } أي أنه بنزوله شرط من أشراطها وبحدوثه بغير أب أو بإحيائه للموتى دليل على صحة البعث الذي هو معظم ما ينكره الكفرة من الأمور الواقعة في الساعة ، وأياً ما كان فعلم الساعة مجاز عما تعلم به والتعبير به للمبالغة .وقرأ أبي { لِذِكْرٍ } وهو مجاز كذلك .وقرأ ابن عباس . وأبو هريرة . وأبو مالك الغفاري . وزيد بن علي . وقتادة . ومجاهد . والضحاك . ومالك بن دينار . والأعمش . والكلبي قال ابن عطية . وأبو نصرة { لَعَلَمٌ } بفتح العين واللام أي لعلامة .وقرأ عكرمة . قال ابن خالويه . وأبو نصرة { لّلْعَلَمِ } معرفاً بفتحتين والحصر إضافي ، وقيل : باعتبار أنه أعظم العلامات

(۳)۔۔۔ سورہ مائدہ کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جس واقعہ کے بارے میں گفتگو مذکور ہے اس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں تھی؛ کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی امت کے اختیار کردہ عقیدۂ تثلیث سے بے خبری اور اس سے اپنی برائت کا اظہار کرنا مقصود تھا، اور جب دوسری آیات، احادیثِ متواترہ اور اجماعِ امت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ثابت ہے، تو ان کے مقابلہ میں اس طرح کے احتمالات کی کوئی حقیقت نہیں۔

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

تفسير القرطبي – (۶ / ۳۴۶)

وقد تقدم واختلف أهل التأويل في معنى هذا السؤال – وليس هو باستفهام وإن خرج مخرج الاستفهام – على قولين : أحدهما – أنه سأله عن ذلك توبيخا لمن ادعى ذلك عليه ليكون إنكاره بعد السؤال أبلغ في التكذيب وأشد في التوبيخ والتقريع الثاني – قصد بهذا السؤال تعريفه أن قومه غيروا بعده وادعوا عليه ما لم يقله

صفوة التفاسير – (۱ / ۲۹۳)

{ إن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ } أي إن كان ذلك صدر مني فإنك لا يخفى عليك شيء وأنت العالم بأني لم أقله ، وهذا اعتذار وبراءة من ذلك القول ومبالغة في الأدب وإظهار الذلّة والمسكنة في حضرة ذي الجلال

(۴)۔۔۔سوال میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جس قول کو نقل کرکے سائل نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ "کیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کو نبی اکرم ﷺ کی نسبت سے اس بات کا کوئی علم نہ تھا" یعنی انہوں نے یہ کیوں نہ فرمایا کہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے الخ" سائل کا یہ شبہ درج ذیل چند وجوہات کی بناء پر درست نہیں۔

پہلی وجہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا "اہل کتاب یہ دعویٰ کرتے ہیں الخ" اس بات کو مستلزم نہیں کہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی نسبت (حوالے) سے اس بات کا کوئی علم نہیں تھا، بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بذات خود اس کے متعلق سن رکھا تھا (جس کی تفصیل ذیل میں بیان کی جائے گی) اور ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں تین قسم کی روایات منقول ہیں:

پہلی قسم وہ روایات ہیں جن میں انہوں نے روایت کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف فرمائی، دوسری قسم وہ جن میں اہل کتاب کی طرف نسبت فرمائی، تیسری قسم وہ جن میں نبی اکرم ﷺ یا اہل کتاب میں سے کسی کی طرف نسبت کئے بغیر روایت کی گویا موقع محل کی مناسبت سے کبھی تو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرکے روایت بیان کی کبھی کسی خاص غرض سے اہل کتاب کی طرف منسوب کرکے اس کو بیان کیا (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) اور کبھی کسی کی طرف نسبت کئے بغیر روایت بیان کی۔ جیسے عن ابن مسعود قال: إن المسيح ابن مريم خارج قبل يوم القيامة وليستغن به الناس عمن سواه (ابن عساكر) [كنز العمال ۳۹۷۳۱]

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

مذکورہ بالا روایت میں انہوں نے کسی کی طرف نسبت کئے بغیر روایت کی، لہذا اہل کتاب کی طرف نسبت کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرنے کی نفی ہو جائے۔

دوسری وجہ:

جن روایات میں انہوں نے اہل کتاب کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نسبت کی ہے نبی اکرم ﷺ کی طرف نہیں کی ہے، اس میں اس بات کا قوی احتمال ہے کہ انہوں نے اہل اسلام میں اس عقیدہ کی شہرت اور کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے باقاعدہ نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو اور گویا یہ باور کرایا کہ یہ عقیدہ اتنا عام ہے کہ جس طرح ہم (اہل اسلام) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ رکھتے ہیں اس طرح اہل کتاب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس صورت میں "یزعم" کے لفظ سے "یعتقد" مراد ہوگا اور اہل کتاب کے اس عقیدہ کی تائید بعض روایات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جن کا شمار اسلام لانے سے قبل یہود کے چند بڑے علماء میں ہوتا تھا ،حبرُ الیہود اور اعلم بالتورات کے لقب سے مشہور تھے، علامہ نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (الفتن) میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے منقول ہے انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ:

عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، يُدْفَنُ مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ» الفتن لنعيم بن حماد (٢/ ٥٨٠)

ترجمہ: "ہم تورات میں یہ بات پاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے"۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

نیز علامہ نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (الفتن) میں منقول ہے:

حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ فَحَدَّثَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنِّي قَدْ " بَلَوْتُ مِنْكَ صِدْقًا، فَأَخْبِرْنِي عَنِ الدَّجَّالِ، فَقَالَ: «وَإِلَهِ يَهُودَ لَيَقْتُلَنَّهُ ابْنُ مَرْيَمَ بِفِنَاءِ لُدٍّ» الفتن لنعيم بن حماد (٢/ ٥٦١)

ترجمہ: حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں انہوں نے بیان فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے دجال کے بارے میں سوال کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھے سچائی میں آزمانا چاہتا ہوں، مجھے

(جاری ہے۔۔۔)

دجال کے بارے میں خبر دو تو یہودی نے کہا "یہود کے معبود کی قسم اس کو ابنِ مریم (علیہ السلام) فناءِ لد پر ضرور قتل کریں گے۔

تیسری وجہ:

جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا کہ صحیح سند کیساتھ بعض ایسی روایات بھی خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں جن میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور قتل دجال کے بارے میں نقل فرمایا ہے، جو سائل کے بیان کردہ شبہ کے ازالہ کیلئے کافی ہیں چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "التصريح بما تواتر في نزول المسيح" میں مسندِ احمد کی روایت نقل فرمائی ہے:

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (لقيت ليلة أسري بي إبراهيم وموسى وعيسى، قال: فتذاكروا أمر الساعة، ..فردوا الأمر إلى عيسى، فقال: أما وجبتها فلا يعلمها أحد إلا الله تعالى. ذلك وفيما عهد إلي ربي عز وجل ان الدجال خارج، قال: ومعي قضيبان، فإذا رآني ذاب كما يذوب الرصاص. قال: فيهلكه الله.

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے لیلۃ الاسراء کا واقعہ نقل کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل فرماتے ہیں کہ "میرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک یہ وعدہ فرمایا کہ بے شک دجال نکلے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اور میرے ساتھ دو تلواریں ہوں گی پس وہ جیسے ہی مجھے دیکھے گا سیسے کی طرح پگھلنا شروع جائے گا نیز مستدرک میں یہ الفاظ بھی اسی سند کے ساتھ منقول ہیں کہ "فَأَهْبِطُ فَأَقْتُلُهُ" میں اتر کر اسکو قتل کر دوں گا" اس روایت کو حاکمؒ نے مستدرک میں نقل کر کے علیٰ شرط الشیخین قرار دیتے ہوئے اس کی تصحیح فرمائی ہے علامہ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ جن کی بات حدیث کے باب میں سند سمجھی جاتی ہے دونوں حضرات نے اس حدیث اور اس کی سند کی تصحیح و توثیق فرمائی ہے۔ رواه أحمد في ((مسنده)) واللفظ له، والحاكم في ((المستدرك)) وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي على ذلك في ((تلخيص المستدرك)) ، وأقره الحافظ ابن حجر في ((فتح الباري)) في أواخر كتاب الفتن، وأخرجه ابن ماجه وابن أبي شيبة وابن جرير وابن المنذر وابن مردويه والبيهقي كما في ((الدر المنثور)).

اسی حدیث کا مضمون اسی سند کے ساتھ مسند شاشی میں نقل کیا گیا ہے لیکن اس میں "عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال" کی بجائے عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم کے الفاظ کے ساتھ منقول ہے اور روایت یہ ہے:

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

المسند للشاشي (۲/ ۲۷۲)

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ، نا هُشَيْمٌ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ مُؤْثِرِ بْنِ عَفَازَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَقِيتُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى، فَتَذَاكَرُوا أَمْرَ السَّاعَةِ، فَرَدُّوا الْأَمْرَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَا عِلْمَ لِي، فَرَدُّوا الْأَمْرَ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ مُوسَى: لَا عِلْمَ لِي بِهَا، فَرَدُّوا الْأَمْرَ إِلَى عِيسَى، فَقَالَ عِيسَى: أَمَّا قِيَامُ السَّاعَةِ فَلَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ إِلَّا اللهُ، وَلَكِنْ رَبِّي قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيمَا هُوَ كَائِنٌ دُونَ وَجْبَتِهَا لِعَهْدِ إِلَيَّ، أَنَّ الدَّجَّالَ خَارِجٌ، وَأَنَّهُ مُهْبِطِي إِلَيْهِ - فَذَكَرَ أَنَّ مَعَهُ قَضِيبَيْنِ - قَالَ: فَإِذَا رَآنِي أَهْلَكَهُ اللهُ فَيَذُوبُ كَمَا يَذُوبُ الرَّصَاصُ،

اور قال کا صیغہ حدیثِ مرفوع کے صیغوں میں سے ہے، (كما فى مقدمة في أصول الحديث للشيخ عبدالحق الدهلوى: والرفع قد يكون صريحا وقد يكون حكما،القولي الصريح أما صريحا ففي القولي كقول الصحابي سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول كذا أو كقوله أي الصحابي أو قول غيره قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أو عن رسول الله صلى الله عليه و سلم أنه قال كذا) اس تمام تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور قتل دجال کی بابت حضور اکرم ﷺ کی نسبت سے بھی علم تھا، اگرچہ سوال میں جو روایت ذکر کی گئی ہے، اس میں نبی کریم ﷺ کی نسبت کی بجائے انہوں نے اہل کتاب کی طرف نسبت فرمائی۔

اس کے علاوہ بعض ایسی روایات بھی ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مسنداً منقول ہیں اگرچہ ان کے بعض راوی محدثین ائمہ جرح وتعدیل کی نظر میں مجہول یا ضعیف ہیں لیکن متہم بالکذب نہیں ہیں اور ان روایات میں قریب قریب وہ مضمون بیان کیا گیا ہے جو صحیح الاسناد روایات میں بیان ہوا ہے، ان ضعیف روایات کو متابع اور مؤید کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے اور فی الجملہ اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے خود سنا ہے جیسا کہ علامہ نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الفتن میں ہے:

الفتن لنعيم بن حماد (۲/ ۵۷۹)

حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا نَزَلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَقُتِلَ الدَّجَّالُ تَمَتَّعُوا حَتَّى يُحِبُّوا لَيْلَةَ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

مذکورہ بالا سند کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں دوسری روایت ملاحظہ ہو،

الفتن لنعیم بن حماد (۱/ ۴۱۷)

حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ ....، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " يَكُونُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَبَيْنَ الرُّومِ هُدْنَةٌ وَصُلْحٌ — ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَقًّا، ....، حَتَّى يَنْزِلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيُقَاتِلُونَ مَعَهُ الدَّجَّالَ "

اس تمام تفصیل کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے موضوع پر مختلف طرق سے صحیح اسناد کے ساتھ اتنی بڑی تعداد میں روایات منقول ہیں جو متواتر ہیں لہٰذا ان تمام روایات کے مقابلہ میں سوال میں ذکر کردہ شبہ کی کوئی حقیقت اور اہمیت نہیں رہتی.............................واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد فاروق علی، محمد اویس

محمد فاروق علی، محمد اویس سیالکوٹی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۹/رجب المرجب/۱۴۴۰ھ

17/مارچ/2019ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۹/رجب المرجب/۱۴۴۰ھ

17/مارچ/2019ء

الجواب صحیح

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۹/رجب المرجب/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۹/رجب المرجب/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۰/رجب المرجب/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

بندہ محمود الحسن عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۰/رجب المرجب/۱۴۴۰ھ

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۸۲/۲۰۶۰

Scanned by CamScanner